

رسائل وسائل

والدین کی جانب سے تحریکی کام کی مخالفت

سوال : میں ایم بی بی الیس سال آخرا طالب علم ہوں۔ سال سے اسلامی جمیعت طلبہ سے وابستہ ہوں اور آئیدہ بھی تحریک اسلامی کے ساتھ کام کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ میری والدہ نماز کی پابند ہیں۔ روزانہ قرآن باترجمہ پڑھتی ہیں لیکن میری ان سرگرمیوں کی سخت مخالف ہیں اور شدت سے منع کرتی ہیں۔ دین میں والدہ کی اطاعت کی اتنی زیادہ تاکید ہے۔ میں سخت پریشانی میں ہوں، کیا کروں؟ (سوال میں تفصیل ہے، یہاں اختصار کر دیا گیا ہے)۔

جواب : والدہ صاحبہ اور دیگر اہل خانہ کی طرف سے تحریکی سرگرمیوں اور اسلام کا مطالعہ کرنے پر بہمی اور مخالفت کے بارے میں آپ نے جو تفصیل خط میں لکھی ہے اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ ہدایت اور رہنمائی فی الواقع اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لیے والدہ صاحبہ کی مراجحت کے باوجود الحمد للہ آپ پڑھم طور پر تحریک سے وابستہ ہیں اور اسلام کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے پر شعوری طور پر قائم ہیں۔ یہ بڑے نصیب اور حوصلے کی بات ہے۔ اس پر آپ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ دوسرا بات یہ واضح ہوتی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی بھلائی، اچھائی اور فلاح کے بارے میں مخلص ہونے کے باوجود انسان ہونے کے سبب غلطی کر سکتے ہیں اور بعض معاشرتی رحمات اور جانی خاندانی روایات کی بناء پر اولاد سے اپنے اخلاص و محبت کے باوجود غیر عقلی اور غیر اسلامی روایہ اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ہمیشہ ان کے لیے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ انھیں حق کو پہچاننے، سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق دے اور وہ روایتی اور رسمی اسلام سے نکل کر حقیقی اور قرآن و سنت پر مبنی اسلام کی برکتوں سے فیض یاب ہو سکیں۔

آپ کے خط میں آخر میں جو بنیادی سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا سامنا و ورنبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ہر طالب علم کرتا رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ جب حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اہل خانہ اور اہل قریب کو دعوت حق دی تو جواب یہی تو تھا، ”هم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے نہیں پایا۔ اگر ہم نے تمہاری بات مان لی تو خاندان اور قبیلے والوں کے

سامنے ناک کث جائے گی۔ دین و ملک خطرے میں پڑ جائے گا۔ لیکن انبیاء کرام نے اپنے والدین کی اور اہل خانہ کی مخالفت کے باوجود دین حق کو متاع حیات بنا�ا اور اس کے باوجود آذربھیسے باپ کے لیے محض اس بنا پر رب کریم سے دعا کی کہ باپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا۔

آپ کو علم ہے حضرت ابو ہریرہؓ جب اپنے خاندان کی روایات کے خلاف دین حق قبول کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو کسی سفاک اور ظالم فرعون نے نہیں ان کی اپنی والدہ نے ان کے جسم سے کپڑے تک اتردا لیے اور وہ ایک مالگلے کی چادر سے اپنے جسم کو چھپاتے پڑعزم اور باہمتو طور پر دعوت حق سے بال برابر بچھے نہ ہٹے!

قرآن کریم نے سورہ بنی اسرائیل اور دیگر مقامات پر والدین کی اطاعت و فرمان برداری کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، یعنی اگر والدین اللہ کی اطاعت کی راہ میں حائل ہوں اور اللہ کے ساتھ شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت معصیت اور ان کی نافرمانی دینی فریضہ ہوگی۔ اسلام کا اصول ہے، ”خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔“

صحیح کی خواب آور فضایں جب مؤذن مسجد کی طرف بلاتا ہے تو ابلیس اور اس کی ذریت اللہ کی بندگی کی جگہ نفس کی بندگی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اگر ابلیس کی بات مان لی جائے تو گویا چند لمحات کے لیے ایک شخص نفس کو اللہ کی حکمیت میں شریک کر لیتا ہے اور یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ جب خاندانی رسوم و رواج اسلام کی واضح تعلیمات سے نکراتی ہوں اور ایک شخص بزرگوں کے کہنے پر ان رسوم و رواج کی پیروی کرے تو وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے کہ اس نے بندہ رب ہوتے ہوئے رسوم و رواج کو اپنا خدا بنا لیا۔

والدین کی اطاعت قرآن و سنت کی رو سے مشروط ہے، مطلق نہیں ہے اور جس طرح والدین کی اطاعت فرض ہے اسی طرح دین کے علم کا حصول بھی فرض یعنی ہے اور دعوت و تبلیغ یا امر بالمعروف و نہی عن لمنکر بھی ایک انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ اگر آپ کی والدہ صاحبہ قرآن با ترجیحہ پڑھتی ہیں تو انہیں محبت و احترام سے یہ بات سمجھائیے کہ کیا وہ چاہتی ہیں کہ ان کا چیختا بینا ہدایت کی روشنی کو چھوڑ کر جاہلیت کی تاریکی کی طرف لوٹ جائے اور چاہئے اس دنیا کے مادی فوائد حاصل کر لے لیکن آخرت میں نقصان میں رہے۔

بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ صاحبہ کو زندگی کے کسی مرحلے میں کسی ایسے تلحیح تحریبے کا اتفاق ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اللہ کے دین کے دین کے لیے کام کرنے والے ان معاملات میں جنہیں ہم زیناوی کہتے ہیں دوسروں سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کی پہنچ حد سے حد مسجد کی امامت تک ہوتی

ہے۔ وہ اپنے گھر والوں اور کار و بار کو چھوڑ کر مہینوں دین کی تبلیغ کے لیے باہر رہتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ رائے قائم کر لی کہ صرف نماز، روزہ اور وہ بھی گھر میں بیٹھ کر لینے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے اور اعلیٰ سرکاری ملازمت یا کسی تجارتی ادارے میں سر براد بن کر مادی فوائد حاصل کر لینے سے زندگی کا میاب ہو جائے گی۔

دین اور دنیا کی تفہیق کا یہ تصور قرآن و سنت کے منافی ہے۔ قرآن و سنت زندگی کے تمام معاملات میں توحیدی اتحاد چاہتے ہیں، نکراو اور تضاد کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح قرآن و سنت دعوتی اور تحریر کی کاموں کے ساتھ والدین کے حقوق کی ادائیگی، حصول علم اور معاشرے میں فعال فرد کی حیثیت سے ایک اچھے خاندان اور اخلاقی معاشری کردار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دین کی جامع فکر اور دین کی رسی فکر میں بنیادی فرق یہی ہے کہ اول الذکر حیات انسانی کے تمام معاملات میں ہم آئینگی اور عدم تضاد چاہتا ہے، اور ثانی الذکر دین کی جگہ ”رسی مذہبیت“ کے ساتھ شان دار ماذہ پرستی رسم پرستی اور نفس پرستی سے خوش ہوتا ہے۔

بلاشبہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے لیکن اس وقت جب ماں بیٹے کو جنت کی طرف جانے کے راستے پر عمل کرنے دے اور اس میں رکاوٹ نہ بننے۔ اولاد سے صحیح محبت وہ ہے جو قرآن و سنت کی پیروی میں ہو۔ اسلام مخصوص کلمہ گوئی کا نام نہیں ہے۔ یہ کلمے پر عمل کا نام ہے۔ منہ سے کہہ دینا کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہنماء، آخری رسول اور ہادی اعظم ہیں، اور عملاً ماذہ منفعت کو اپنا خدا بنا لیتا، رسم و رواج کو پوجنا لکلے کے انکار کے مترادف ہے۔

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ فرائض دین میں اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر اللہ نے اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اور ایک شخص گھر میں نماز پڑھتا ہے تو وہ بنیادی تعلیم کا انکار کرتا ہے۔ یہ اختیار کسی بندے کو نہیں ہے وہ والدین ہوں یا حکومت وقت۔ اسی لیے قرآن کا واضح اصول ہے کہ اولو الامر کی اطاعت صرف اس وقت تک ہے جب تک ان کا حکم قرآن و سنت کے مطابق ہو ورنہ کوئی اطاعت نہیں ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ والدین کے ساتھ بے ادبی اور بد تیزی اختیار کی جائے بلکہ محبت و احترام سے انھیں سمجھایا جائے اور بار بار سمجھایا جائے اور کسی موقع پر بھی کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جائے، چاہے ان کا رویہ اہل مکہ کی طرح کا ہی کیوں نہ ہو۔

اگر آپ کی والدہ کے ذہن پر بوجہ کوئی اثرات ہیں تو اس کے علاج کی فکر کیجیے تاکہ ان کی سوچ ثابت اور تعمیری بن سکے۔ دعوتی کام تو زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہے، اسے کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ہاں یہ نہ بھولیے کہ خود والدین کو حکمت و محبت سے دعوت دینا بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے اور گھر

کے باہر کام کرنے کے ساتھ ساتھ واجب ہے۔ اس لیے اگر وہ ترجمان القرآن پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو گفتگو میں اس کے کسی اچھے مضمون کا خلاصہ بیان کر دیجیے۔ کبھی قرآن کریم کی کسی آیت کی تعریف تفہیم القرآن کی مدد سے بغیر یہ بتائے کہ کون یہ کہتا ہے ان کے سامنے رکھئے۔ اگر کسی اجتماع سے آپ کوئی بات سمجھ کر آئے ہیں تو اسی موضوع پر کسی مناسب موقع پر والدہ سے بات کیجیے اور ان سے اس کا حل پوچھیے اور پھر عاجز انہوں نے کے طور پر جو آپ نے خود مطالعہ کیا ہو یا کسی سے سمجھا ہو اُنھیں بتائیے۔ اور اس پورے کام کو دعویٰ کام ہی سمجھیے۔ ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دعا لازماً کیجیے۔ ہمارے قلوب اسی کی گرفت میں ہیں، وہی دین کے لیے سینہ کو کشادہ کرتا ہے، وہی راہ راست دکھاتا ہے اور وہی راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ فَنَعِمُ الْمَوْلَى وَنَعِمُ

النصیر۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

مصنوعی بالوں کی پیوند کاری

س: آج کل بالوں کی پیوند کاری ہو رہی ہے، یعنی جلد میں آپریشن کے ذریعے مصنوعی بال لگائے جاتے ہیں۔ ایک جھلی پر بال (مصنوعی) چپا کر جھلی سر پر جہاں بال نہ ہوں چپا دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں بال ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ کیا غسل اور وضواس صورت میں ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا جسم و جان امانت کے طور پر عطا کیا ہے۔ اس امانت کا حق اس طریقے سے ادا کیا جاسکتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ لہذا ترک و اختیار میں شریعت سے انحراف اس امانت کا ناجائز تصرف ہوگا۔

۱۔ بالوں کی پیوند کاری تغیری خلق اللہ کے زمرے میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی اور غیر فطری کاموں سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَطَرَ اللَّهُ الَّذِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا طَ لَا تَنْدِيْلَ لِخَلْقِ اللَّهِ طَ ذَلِكَ الْوَيْنُ الْقَيْمُ لَا
وَلِكُنَّ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (الروم: ۳۰: ۳۳)

اس فطرت پر قائم ہو جاؤ جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیل یا نہیں کی جاسکتی، یہی بالکل درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث جو حدیث کی معتمر ترین کتب میں مذکور ہیں، ان میں آپ نے صریح الفاظ میں اس مصنوعی فعل سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ”لَعْنُ الْوَالِصْلَةِ وَالْمَسْتَوِصلَةِ“